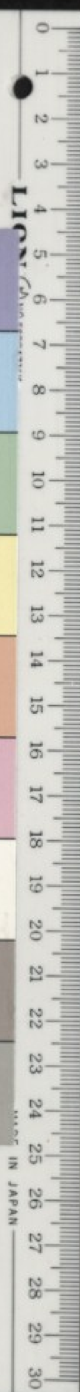
سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ (عہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹





نور افشاں

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام مینجر صاحب نور افشاں ہونا چاہئے تمام مضامین و اشتہارات وغیرہ برای اندراج کاغذ کے ایک طرف تحریر کر کے دفتر نور افشاں میکلوڈ روڈ لاہور کے پتہ پر ارسال فرمایا کریں ◆

پادری غلام مسیح صاحب اسسٹنٹ ایڈیٹر میکلوڈ روڈ - لاہور

پادری ڈبلیو - جے - کلارک صاحب ایم - اے - مینجر ایمپرس روڈ - لاہور

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۴۵ | ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے - ۱۷ دسمبر ۱۹۲۶ء | نمبر ۵۱

غزل

جناب مجبور کے قلم سے

مثل تو دیگر نبودہ رہنمای در جہاں — بل ہمیدہ ثانیِ تو قدسیاں بر آسماں
سرورِ عالم توئی و داورِ محشر توئی — مالکِ ہر دو جہان و افسرِ کون و مکاں
نورِ عالم عکسِ خالق، راہ و حق و زندگی — حامیِ بیچارگاں و دستگیرِ مفلساں
بے کساں را حامی و غمخوار بودی ہر زماں — وصفِ تو ہرگز نیاید از زبانم در بیاں
چوں تو گفتی قم باذنی جاں بقالب در رسید — حکم چوں کردی بیاید در تنِ مردہ رواں
شہرہ اعجاز تو حقا رسیدہ تا سُہا — قدسیاں را ہر فلک انگشتِ حیرت در دہاں
اختلاط کردیم دریا قہر حق آمد بجوش — فضل تو اے منجیِ عالم بیاید در بیاں
تو برای عاصیاں کردی فدا جانِ عزیز — کس نکردہ مثلِ تو واللہ برای بے کساں
دوست را ہر کس عزیز و محترم دارد و لیک — تو عجب کردی کہ جاں دادی برای دشمناں
قالبِ خاکی ترا از قید گور آمد برون — ثروتِ اعجاز تو بر ہر دو عالم شد عیاں
خاطرم گردیدہ ماند صوز و شب از فرطِ شوق — صورتِ دلکش ترا من در دلم دارم نہاں
آرزوی حور و غلماں در دلش باقی نماند — ہر کہ شد اے منجیِ عالم ز وصلت شادماں
چہ عجب یا ساتنت عالمے سجدہ کنند — کس ندیدہ چوں تو دیگر در دو عالم دلستاں
تو مرا محفوظ میداری ز شیطانِ لعیں — حق بود گر من ترا خوانم زمانہ را شہاں

تو اگر مجبور را بارے نوازی اے مسیح
چہ عجب بر آسماں خاکش رسد شادی کناں

غزل

بچوں کے لئے

جناب رسا کے قلم سے

جلوۂ زیبا ترا ہر سو نظر آیا مجھے — جس طرف ڈالی نظر بس تو نظر آیا مجھے
غُلِ وحشی کے گیا اس باغِ دنیا سے فرار — گلشنِ باغِ ارم میں ہو نظر آیا مجھے
چشمِ مستِ ناز کا تیری ہوں شیدا شاہِ دیں — جس طرف کوئی نظر آ ہو نظر آیا مجھے
کیوں نہ شوقِ حال سے دل کو کروں تجھ پر فدا — انبیا میں اک نرالا تو نظر آیا مجھے
جب سے کھولی آنکھ ہے اس دارِ فانی میں یہاں — نور تیرے حسن کا ہر سو نظر آیا مجھے
یاد میں روئی حضور کے جو روئے رات بھر — مثلِ موتی کے ہر اک آنسو نظر آیا مجھے
جب سے دیکھا شاہ کا یہ جلوۂ حسن و جمال — پھر نہ پہلو میں مرے دل تو نظر آیا مجھے
دل سے میرے کفر کی تاریکیاں سب مٹ گئیں — جب سے شاہِ پاک کا گیسو نظر آیا مجھے

بحرِ عصیاں سے رسا کو تو نے کھینچا آن کر
اُس کا حامی حسن کا والی تو نظر آیا مجھے

کاشتکار مسیحیوں کو حصہ پر کاشت کرنے کیلئے عمدہ زمین

ہم نے اپنی اور غریب مسیحی کاشتکاروں کی بہتری کیلئے پنجاب کے مرکز میں یعنی ضلع گوجرانوالہ کے قصبہ مرالیوالہ میں تخمیناً پچاس مربعے زمین ٹھیکہ پر لی ہے اور ہزاروں روپے اُس پر خرچ کئے ہیں۔ عرصہ ٹھیکہ دس سال کا ہے۔ جو مسیحی زمین حصہ پر لینا چاہتے ہیں وہ موقعہ کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ منجی کا چھاٹر مرالیوالہ میں آٹھ آنے مانی نی کنیلہ ہوتا ہے۔ خربوزوں کی فصل یہاں پر بکثرت ہوتی ہے۔ علاوہ منجی و خربوزہ

لنڈن ۴ دسمبر۔ سر جارج برنس نے ایک انٹرویو کے دوران میں بیان کیا کہ ہندوستان میں موٹر پر ۳۰ فیصدی محصول کم ہو جائیگا۔ اس لئے موٹریں سستی ہو جائینگی ◆

کے یہاں پر کھاد۔ کپاس۔ گندم و سبزی کاشت قسم کی ہوتی ہے۔ ہم نے انتظام کیا ہے کہ علاوہ کھاد۔ چاول۔ گندم و کپاس وغیرہ کے یہاں پر سبزیوں کی کاشت کروائی جاوے۔ جو ذخیرہ کی جا سکیں اور منڈی تک بک سکیں۔ مثلاً مرچ۔ آلو وغیرہ۔ اس سے کاشتکاروں کو بے حد فائدہ کی امید ہے۔ کیونکہ سبزیوں کی زیادہ سے زیادہ قیمت حاصل کرنے کے لئے بذریعہ لاری سبزی روزانہ لاہور پہنچانے کا انتظام کیا جاویگا۔ دیگر دس کی تعداد تک جو مڈل پاس کردہ نوجوان زمیندارہ کا کام وہاں پر سیکھنا چاہیں اُن کو روٹی مفت دی جاویگی اور جو دو سال وہاں رہینگے اُنکو دو سال کے خاتمہ پر کسی سرکاری نورمل سکول میں یا موگا میں معلمی کا کام سیکھنے کے لئے داخل کرانے کی کوشش کی جاویگی۔ اور اُنکو کمپنی کی طرف سے دس روپیہ ماہوار ایک سال کے لئے ملیگا۔ تاکہ جب وہ معلم بنجاویں تو اپنے طلباء کو زراعت سکھا سکیں۔ جو کاشتکار زمین کاشت کرنے کے لئے اور مڈل پاس نوجوان زمیندارہ کا کام سیکھنے کے لئے آنا چاہیں وہ جلد میرے پاس درخواست کریں۔ تا ایسا نہ ہو کہ پھر گنجایش نہ رہے اور اُن کو واپس ہونا پڑے۔ نئے طریقوں پر فن زمینداری سکھانے کے لئے لائلپور ایگریکلچر کالج کے ڈپلوما ہولڈر کی خدمات کا انتظام کیا گیا ہے۔

راقم قوم کا خادم۔ جے۔ ڈانیل۔ گجرات

چراغ اور طاق

ممکن ہے کہ بعض ناظرین نورافشاں ہمارے آج کے مضمون کی سُرخی چراغ اور طاق کو پڑھکر چراغپا ہوں۔ مگر نہیں اُن کو بغور ملاحظہ فرمانا چاہئے کہ ہمارا تعلق ہمارے نجات دہندہ کے ساتھ وہی ہے کہ نہیں جو چراغ کو طاق سے ہے۔ اس کی تشریح کے لئے ایک نامی سادھو مسمی رید اس بھگت کا مقولہ ذیل کافی سے زیادہ روشنی پہنچاتا ہے۔

پربھو تم دیانا ہم باتی
بن باتی کوئی دیپ جرے نا

اس میں طاق تو نہیں مگر بتی کا تعلق چراغ سے بیان کیا گیا ہے۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ اس میں صانع کا ثبوت صنعت پر رکھا گیا ہے۔ صنعت کو چاہئے کہ اپنے صانع کا جلال اپنی ہستی سے ظاہر کرے۔ اور اس میں یعنی عنوانی فقرہ میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ چراغ جب تک طاق پر رکھا نجائے کسی کو روشنی دے سکتا ہے۔

کیا ہم میں بہت ایسے نہیں ہیں جو چراغ کو طاق پر نہیں بلکہ پیمانہ کے نیچے چھپا دیتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ مسیحی جنہوں نے درحقیقت اپنے منجی خداوند مسیح سے خاص خاص برکتیں یا نعمتیں تو پائی ہیں لیکن وہ ان کو اپنی موروثی جایداد سمجھ کر اس سے کسی اور کو فایدہ پہنچنے نہیں دیتے وہ بڑے ہی بخیل ہیں وہ اسکی مانند ہیں جس نے دیا توڑا زمین میں دفن کر دیا۔ یا جس کے حق میں حضرت سعدی شیرازی کا یہ شعر درست آتا ہے

گر بجائے نانش اندر سفرہ بودے آفتاب
تا قیامت روز روشن کس ندیدے در جہاں

یعنی ایسا کنجوس مکھی چوس کہ اگر اس کے دسترخوان میں روٹی کے بدلے سورج ہوتا تو وہ اُسکو ایسا لپیٹتا کہ قیامت تک دنیا میں دن نہ ہوتا۔

آج یکایک مجھے اس خیال نے مجبور کیا اور میرے ضمیر نے بھی مجھ پر ملامت ڈالی کہ خود اسی جرم اختفائے نعمت ہائے عطیہ خداوند مسیح کا مرتکب ہے۔ پس پہلے تو اس دشوار گذار منزل میں قدم رکھ۔ امید ہے کہ بہتیرے اس نقش قدم پر گامزن ہونگے اور بہتیرے طعنہ زن لیکن تو پروا نہ کر اور جو کچھ تو نے پایا ہے اوروں پر عام کر بقول سعدیؒ

سخیاں ز اموال بر میخورند
بخیلاں غم سیم و زر میخورند

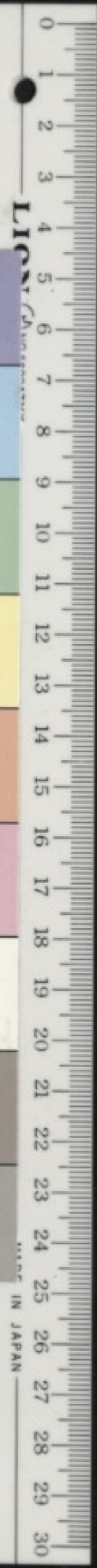
یاد رہے کہ ہمارے خداوند یسوع مسیح کے جو سب کا خدا ہمیشہ مبارک ہے انہیں ذاتی تشخصات موقت الشیوعانہ تھے۔ بلکہ اُن کا اثر اور اُن کی تحریک اس کے اپنے ایمانداروں کے ذاتیات سے ہونا تا قیامت لازمی اور لابدی ہے۔ کیونکہ اس نے فرمایا کہ میں دنیا کے آخر ہونے تک تمہارے ساتھ ہوں۔ پس اگر آفتاب تاباں ہمارے ساتھ رہتے ہوئے ہم کو اپنی گرمی سے غیر مؤثر نہیں رکھتا تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ ہمارا نجات دہندہ جو سراپا اعجاز ہے ہمارے ساتھ رہے اور ہم میں اُسکی صحبت یعنی ساتھ رہنے کا اثر نہ ہو۔

ہم آج کے مضمون میں کسی منطقی یا فلاسفی دلیل سے یہ نہیں ثابت کرنا چاہتے کہ تثلیث فی التوحید اور توحید فی التثلیث کیونکر ممکن ہے۔ کیونکہ بہتیرے مسیحیوں خاصکر جناب پادری عبد الحق صاحب اس مضمون پر قلم توڑ چکے ہیں سے زیادہ فی الحال اور کوئی کچھ لکھے تو کیا مجال؎

آگے اُن کے فروغ پانا
سورج کو ہے چراغ دکھانا

یا یہ کہ ہمارے خداوند میں دو ذاتیں اور ایک شخصیت ہے یا مسیحی مذہب عالمگیر ہے وغیرہ وغیرہ۔ مگر آج ہم اپنے مسیحی بھائیوں کو بجبر مجبور کرتے ہیں کہ علاوہ نجات اور تقدیس وغیرہ نعمتوں اور برکتوں کے جو اُن کو اُن کے منجی سے ملی ہیں اپنے زندگی کے تجربہ سے یہ بیان کریں کہ اس نے کن کن خاص اوقات میں اپنی اعجازی قدرت اُن کی ذات میں ظاہر فرمائی ہے۔ اگرچہ ہم مان لیتے ہیں کہ ایک خاص کامیابی کو اور بعض خاص شخصوں کو مستثنےٰ کر کے باقی تمام اصلاح یافتہ مسیحی اسکو ایک ڈھکوسلا یا مداریوں کا کھیل سمجھتے ہیں

دیکھو صفحہ ۱۱



نور افشاں

مطبوعہ ۱۷ دسمبر ۱۹۲۶ء

نولکھا چرچ میں میموریل سروس

مورخہ ۵ دسمبر اتوار کے روز نولکھا چرچ میں صبح کے ۱۱ سے ۱۲ بجے تک مرحوم و مغفور پادری احمد شاہ صاحب گیلانی کی یادگاری میں میموریل سروس ہوئی عبادت کا حصہ پادری ٹھاکر داس صاحب نے پورا کیا۔ سرمن کی جگہ پادری غلام مسیح اور پادری ایس این طالب الدین اور ڈاکٹر راسی فائلف صاحبان نے اختصار کے ساتھ مرحوم و مغفور پادری صاحب کے مسیحی ہونے اور مسیحی زندگی اور مسیحی خدمت کے متعلق نہایت دلچسپ بیانات سنائے خصوصاً ڈاکٹر فائلف پرنسپل یوئنگ کرسچن ہائی سکول لودھیانہ نے فرمایا کہ میں پادری صاحب کو عرصہ ۳۴ سال سے جانتا ہوں۔ میں آپ کو دیکھکر خیال کیا کرتا تھا کہ آپ حضرت ابراہام کی مانند معلوم ہوتے ہیں۔ پھر کبھی خیال کیا کرتا تھا کہ آپ حضرت یعقوب کی مانند ہیں۔ آپ میں مکر و فریب کا نام و نشان نہ تھا۔ میں یہ بھی کہہ سکتا ہوں جیسا کہ کسی نے مرحوم و مغفور ڈاکٹر یوئنگ کی بابت کہا تھا کہ گو ڈاکٹر یوئنگ ایک اپنے زمانہ کے علامہ اور اعلیٰ پایہ کے مدبر تھے پر اُن کی تمام قابلیت اور شہرت میں مسز یوئنگ کا بہت بڑا حصہ تھا۔ ایسے ہی گو پادری احمد شاہ صاحب نہایت نیک اور وفادار اور بزرگ تھے تو بھی آپ کی شہرت و ناموری کو زیادہ بڑھانے والی مسز احمد شاہ صاحبہ ہیں۔ ہم جب پادری صاحب کے فضائل کا ذکر کرتے ہیں تو مسز احمد شاہ کو ہرگز بھول نہیں سکتے ہیں۔

فردوس مکانی جنت آشیانی پادری احمد شاہ گیلانی

مرنا مرنا۔ مرنا کیسا جینا کہو۔ یہ بھی کوئی مرنا ہے جو دوسروں کے واسطے جئے۔ مجھے تو پادری احمد شاہ کے مرنے کا تعجب نہیں تعجب تو اس بات کا ہے کہ خدا نے ہمارے ایک بزرگ کو پوری عمر تک ہمارے درمیان رکھا۔ میں مرحوم سے اُس وقت سے واقف تھا جبکہ میں لودھیانہ میں اخبار نور افشاں کا ایڈیٹر تھا۔ اس بات کو ۴۰ برس ہو گئے۔ میں جوان تھا وہ بزرگ تھے۔ مگر خدا نے اُن کو عجیب طبیعت بخشی تھی۔ وہ اس وقت بھی میری ایسی ہی عزت کرتے تھے جیسی کہ بزرگوں کی شان ہے اُن کی بزرگی اور شان پادریت کے سبب سے نہ تھی بلکہ پادری کے عہدے کو احمد شاہ سے فخر تھا۔ اُن کو گیلانی ہونے کا بھی کوئی فخر نہ تھا۔ اُن کو فخر تھا کہ خدا نے مجھ کو مسیحیت کا شرف بخشا ہے۔ اُن کی شان میں خداوند کا وہ فرمان صادق آتا تھا کہ

دیکھو ایک سچا اسرائیلی جس میں مکر نہیں

وہ اپنے آپ کو کبھی اُس سے زیادہ ظاہر نہ کرتے تھے جس قدر وہ تھے۔ فخر غرور اور بناوٹ اُن کی ذات میں نہ تھے۔ خاکساری۔ فروتنی اور ہمدردی کی مجسم تصویر تھے اپنی حالت میں ہمیشہ خوش تھے۔ راضی برضا۔ خدا نے اُن کو بڑی برکت بخشی۔ جگرانواں میں مشنری مقرر ہوئے اور وہیں کے ہو رہے۔ وہ جیسے مسیحیوں کے بزرگ تھے ویسے ہی دیگر ملت و قوم کے قابل عزت پیر مرد تھے۔ میں نے اُن کو جوانی میں دیکھا۔ بڑھاپے میں دیکھا مزاج و طبیعت میں کوئی فرق معلوم نہیں ہوا۔ اُن کی زندگی کا مدعا خدا کا جلال تھا۔ وہ نہ صرف شرع کے منادی تھے۔ مگر خدا کے مقرر کئے ہوئے بشیر تھے انجیل کی بشارت نہ صرف وہ کلام سے دیتے تھے۔ اُن کی روزمرہ زندگی اُن کی چال ڈھال سب کچھ خداوند کے جلال کے واسطے تھے۔ اُن کی زندگی پر پولوس کا یہ قول صادق آتا ہے کہ

تم جو کچھ کرتے ہو سب کچھ خدا کے جلال کے لئے کرو

اس میں کچھ شک نہیں کہ خدا نے اُن کو صاحب اولاد کیا۔ لائق اولاد بخشی۔ ایسے باپ کا ہونا اولاد کے واسطے فخر و عزت کا موجب ہے۔ مگر اُن کی روحانی اولاد نہ معلوم کس قدر ہے۔ مرحوم و مغفور پادری طالب الدین صاحب کے فوت ہونے پر آپ نے فرمایا تھا کہ اگر میری زندگی میں کوئی کام بھی ایسا نہ ہوا جو قابل یادگار اور باعث عزت ہو میرے لئے یہ کم فخر کا باعث نہیں کہ طالب الدین جیسا روحانی فرزند میرے وسیلے پیدا ہوا۔ یہ ان کا مقولہ بالکل راست تھا جنہوں نے پادری طالب الدین کی صحبت کا لطف اُٹھایا ہو۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ پادری احمد شاہ صاحب مرحوم کے ذریعہ مسیح خداوند کی عاطفت میں آیا تھا۔ کیسی پیاری کیسی شریفانہ مسیحی زندگی تھی۔ پادری طالب الدین صاحب کی یاد ابھی ہم کو بھولی نہیں اور نہ بھولیگی۔ اب پادری احمد شاہ کے وصال نے یہ یاد پھر تازہ کر دی اور اب دونوں روحانی باپ بیٹے ملکر خوش ہوئے ہونگے۔ اب یہ تو ہم کو معلوم نہیں کہ اور کس قدر روحانی فرزند خدا نے اُن کو بخشے۔ اُن کا حساب خدا کو معلوم ہے مگر پادری غلام مسیح صاحب ایڈیٹر نور افشاں آپ کے فرزندوں میں شامل ہیں۔

مرحوم کی زندگی کے حالات اس قابل ہیں کہ وہ احاطہ تحریر میں لائے جاویں۔ اُن کے لکھنے والے اُن کے اپنے ہی خانہ ان میں لائق نفوس موجود ہیں محمد اسمٰعیل۔ پادری غلام مسیح صاحب۔ مسٹر کے۔ ایل رلیا رام۔ مس احمد شاہ صاحب بی۔ اے مجھے امید ہے کہ ان صاحبان میں سے کوئی نہ کوئی اُن کی قابل تقلید زندگی تحریر فرما کر دنیا کے سامنے رکھینگے اور دکھا دینگے کہ یہ ہے مسیحی زندگی۔ جس کا نمونہ مرحوم اب میں ان کے عزیزوں کے ساتھ ہمدردی کر کے چند سطروں پر اپنی ہمدردانہ تحریر ختم کرتا ہوں

ہمدرد۔ واعظ

تم نے کس کو بچایا ہوتا اپنی بیوی کو یا اپنے بچے کو؟

راخیل اپنے بچوں کو رو رہی ہے اور تسلی قبول نہیں کرتی اس لئے کہ وہ نہیں ہیں

بائبل مقدس کی جملہ تاریخی حکایات میں یہ آیت نہایت دلچسپ ہے۔ اس میں مادری غم کی جو بچوں کی جدائی پر اس کے دل کو کھاتا رہتا ہے ایک صاف اور روشن الفاظ میں تصویر کھینچی گئی ہے جو کبھی مٹ نہیں سکتی ہے یہ حکایت مجھے اس وقت یاد آئی جبکہ چند مستورات نیو جرسی کے اس دلشکن واقع پر بحث کر رہی تھیں جو مسٹر نیل جانسن کی زندگی میں پیش آیا تھا وہ واقع یہ تھا مسٹر جانسن مع اپنی بیوی اور بچہ تفریحاً کشتی پر سوار ہو کر سلور لیک نیو جرسی کو چلے۔ راستے میں کشتی طوفان کی بلا میں مبتلا ہو کر ڈوبنے کے خطرہ میں پڑ گئی۔ بہت کوشش کی گئی کہ کشتی کو ساحل کے قریب لایا جائے۔ لیکن تمام کوشش رائیگاں گئی۔ کشتی ڈوب گئی۔ مسٹر جانسن تیرنا جانتے تھے۔ آپ کی بیوی اور آپ کا بچہ پانی میں غوطے کھانے لگے۔ مسٹر جانسن نے بچہ کو پکڑ کر کنارے کی راہ لی۔ اسے اور اپنے آپ کو بچا لیا۔ یہ بیوی جو تیرنا نہ جانتی تھی ڈوب گئی۔ مستورات مسٹر جانسن کے اس فعل پر نکتہ چینی کرتی تھیں۔ کوئی اسے بے مہر اور سنگ دل شوہر کہتی تھی۔ کوئی اس کی بریت میں سرگرم تھی۔ اسی بحث مباحثہ میں یہ سوال پیدا ہو گیا کہ۔

ایسی حالت میں بیوی کیا کرتی؟

اگر مسٹر جانسن تیرنا نہ جانتے اور صرف مسز جانسن کو تیرنا آتا ہوتا اور حادثہ مذکورہ میں مسز جانسن کیا ۔ ۔ ۔ کرتی۔ جب وہ اپنے عزیز شوہر اور اپنے لخت جگر کو موت کا شکار ہوتے دیکھتی تو اس کی محبت کیا یہ تقاضا کرتی کہ وہ اپنے بچہ کو بچا لیوے اور اپنے عزیز شوہر کو ڈوبنے دیوے۔ جب وہ عزیز ترا ایک وقت موت کے خطرہ میں تھے۔ اور سوچنے اور فکر کرنے کی مہلت ہی مطلق نہ تھی۔ جبکہ ایک کو بچانے کا ہی امکان رو برو تھا تو مسز جانسن کے لئے کیا یہ بات ممکن تھی کہ وہ اپنے شوہر کو ہلاکت کے منہ میں چھوڑ کر اپنے بچہ کو بچا لیتی؟ اگر ایسا کرتی تو مسز جانسن پر بھی یہی اعتراض ہوتا جو مسٹر جانسن پر وارد کیا جاتا ہے۔ اگر مسز جانسن اپنے بچہ کو ڈوبنے دیتی اور اپنے شوہر کو بچا لیتی تو اس پر بے مہربان ہونے کا الزام وارد ہوتا۔ غرضیکہ ہم مسٹر جانسن پر کوئی الزام عائد نہیں کر سکتی ہیں۔

معصوم بچّے

لیکن ایسے تنگ وقت میں جو کہ کسی کو سوچنے اور سمجھنے کی مہلت ہی نہ ہو والد یا والدہ کی اپنے بچوں کے بچانے کی کوشش کسی کے لئے ۔ ۔ ۔ باعث ملامت نہیں ہو سکتی ہے اگر مسٹر جانسن کو سوچنے کا موقع ملتا تو شائد وہ مسز جانسن کو بچانا زیادہ پسند کرتا۔ پر مہلت و فرصت کی عدم موجودگی سے مہر پدری کا تقاضا جو قدرتی تھا غالب آیا۔ اس نے اپنے بچہ کو بچا لیا۔ ممکن تھا کہ اگر مسز جانسن کو تیرنا آتا تو وہ بھی ایسے نازک وقت میں مہر مادری سے مجبور ہو کر اپنے بچہ کو ہی بچاتی۔ بس واقع مذکور والدین کی اولاد سے محبت کا انتہائی ثبوت تو ہے۔ مگر اسے والد یا والدہ کی محبت پر الزام دینے کی ایک مثال بنایا نہیں جا سکتا ہے کیونکہ بچے والدین کے یکساں محبوب اور پیارے ہوتے ہیں۔

بقای نسل

اوروں نے کہا کہ مسٹر جانسن نے بچے کو بقای نسل کے خیال سے بچایا۔ اس لئے اس نے اچھا کام کیا کہ اس کی نسل بچ گئی۔ اس وجہ سے ایسے نازک مواقع پر باپ کو بچے کی ماں پر بچے کے بچانے کو ترجیح دینا چاہئے۔ اکثر بچوں کی پیدائش کے مواقع پر جبکہ ماں اور بچہ کی زندگی خطرہ میں ہوتی ہے تو بچے کو بچانے کے لئے ماں کو بھی ذبح کیا جاتا ہے۔ مرد و عورت کی شادی کا مدعا و مقصد بھی نسل کی بقا ہی ہے اسوجہ سے مسٹر جانسن کو ہرگز الزام نہیں دیا جا سکتا۔ اس نے اپنے بچہ کو بچانے میں کوئی غلطی نہیں کی ہے۔

لیکن عورت مرد کی محبت کے رشتہ کی کیا بابت؟

اوروں نے کہا کہ اگر مسٹر جانسن کو حق بجانب تسلیم کر لیا جائے تو اس محبت کے رشتہ کی بابت کیا کہا جائیگا۔ جو مسٹر جانسن اور مسز جانسن میں تھا۔ سوال تو یہ ہے کہ مسٹر جانسن نے اپنے بچہ کو بچا کر مسز جانسن کی نسبت حق شوہری کو ادا کیا تھا یا نہیں؟ اور کیا ایسے نازک وقت میں مسٹر جانسن کا یہ فرض تھا کہ نہیں کہ وہ مسز جانسن کو پہلے بچاتا؟ اگر مسٹر جانسن کو سوچنے کا تھوڑا سا موقع بھی ملتا تو یقیناً وہ مسز جانسن کے بچانے کو بچے کے بچانے پر ضرور ترجیح دیتا۔

ماں کا فیصلہ

اسی طرح یہ معاملہ دس مستورات میں زیر بحث رہا کہ مسٹر جانسن کو کیا مسز جانسن کو بچانا تھا یا اپنے بچہ کو۔ آخر فیصلہ کا وقت آگیا۔ نو نے اپنی یہ رای ظاہر کی کہ مسٹر جانسن کو اپنی بیوی کا پہلے خیال کرنا تھا۔ ایک ہمدرد ماں نے کہا کہ اگر میرا خاوند مجھ پر میرے بچے کو ترجیح دے کر اسے بچا لیتا اور مجھے ڈوبنے دیتا تو اگر میں کسی نہ کسی طرح سے موت کے چنگل سے بچ جاتی تو میں کبھی اپنے شوہر کے ساتھ دوبارہ زندگی بسر کرنا پسند نہ کرتی۔ لیکن لطف کی بات تو یہ ہے کہ اسی ماں کے بڑے بیٹے نے اپنی والدہ کی بابت یہ واقع خود بیان کیا۔ اس نے کہا کہ جب میں ننھا بچہ تھا تو میرے والدین ہندوستان سے انگلینڈ کو آ رہے تھے راستے میں ان کے جہاز کو آگ لگ گئی۔ جہاز کے افسر نے جہاز سواروں کو کشتیوں پر سوار ہونے کا حکم دیا کہ عورتیں اور بچے پہلے کشتیوں پر سوار ہو جائیں۔ لیکن میری ماں نے مجھے اپنی ایک دوست کے سپرد کیا اور خود میرے والد کے ساتھ رہیں۔ میرے والد نے اسے ہر چند سمجھایا پر اس نے ایک نہ مانی۔ اسے یقین تھا کہ اگر میں زندہ بچ کر رشتہ داروں کے پاس پہنچ گیا تو وہ مجھے پال لینگے۔ لیکن اس بات کا یقین نہ تھا کہ وہ میرے والد سے جدا ہو کر زندہ رہ سکتی ہے۔ لیکن خوش قسمتی سے تمام کے تمام مسافر بچ گئے اور ایک دوسرے سے خوشی کے ساتھ ملے اس وقت بیوی کے جذبات ماں کے جذبات پر ضرور غالب آ گئے تھے

سکا تنسکہ ہم کو اس طرح کے انتخاب کرنے کا موقع نہ ملے

ہم وثوق سے یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ جو کام ہماری اندرونی خواہش یا فوری تحریک کسی نازک موقع پر ہم سے کرا سکتی ہے وہ کام موقع و مہلت پانے کی حالت میں ہونا امر محال ہے۔ ایسے نازک مواقع پر اگر کسی بیوی کو خاوند یا بچے کو بچانے کے موقع درپیش آجائے۔ یا شوہر کو بیوی اور بچے کو بچانے کا معاملہ سامنے آجائے یا بچے کو ماں اور باپ میں سے کسی کو بچانے کا معاملہ درپیش آجائے تو ہر ایک کے طرز عمل سے حسن و قبح پر رائے زنی کرنا ہرگز آسان کام نہیں ہے۔ لیکن بہتر یہی ہے کہ ایسی نازک حالتوں میں کسی کو سوچنے سمجھنے کا موقع نہ ہی ملے تو بہتر ہو۔ (ماخوذ)

خاکسار۔ ڈانیال ایس۔ ایف ڈین۔

سب انسپکٹر آبکاری

نوٹس ۳/۲

اطلاع عامہ کے لئے یہ بات مشتہر کی جاتی ہے کہ میری زوجہ مساۃ ایتھل ڈیزی بنت مسٹر البرٹ ایچ ڈانیل ساکنہ میوہ آباد مسیحی سٹیلمنٹ الہ آباد میری غیبت میں میرے گھر سے زیورات سمیت چھ سال ہوئے ہیں کہ بغیر مجھے اطلاع دیئے فرار ہوگئی ہے۔ اس وقت سے تاحال اُسکی طرف سے کوئی اطلاع مجھے نہیں ملی ہے اور میں آج تک اُس کی طرف سے بالکل بے خبر ہوں۔ اس وجہ سے میں مجبور کیا گیا ہوں کہ یہ نوٹس اُس کے نام شائع کروں اور میں اس شخص کا دل سے شکر گذار ہونگا جو مساۃ مذکور کا مجھے پتہ دیوے یا اس نوٹس کی اطلاع میری بیوی تک پہنچا دیوے اگر وہ اس نوٹس کے بعد ایک ماہ کے اندر جملہ زیورات سمیت میرے پاس واپس آنے کی پروا نہ کرے تو آج سے ایک ماہ کے بعد وہ اپنی زوجیت کے جملہ حقوق ہمیشہ کے لئے کھو دیگی اور میں میعاد مذکور کے گذر جانے کے بعد شوہریت کی جملہ قیود اور ذمہ داری سے آزاد ہو جاؤنگا خواہ وہ قانون کی نظر میں کسی قسم کی ذمہ داری ہو۔

المشتہر جیمس ایچ۔ ایس۔
معرفت ڈاکٹر پی سی۔ مکرجی اینڈ سنز سٹیشن روڈ علیگڑھ

کامیاب واعظ

پادری کلیر صاحب کا بیان ذیل ہر ایک مسیحی واعظ کے لئے عموماً اور ہر ایک مسیحی کے لئے خصوصاً ہادی و رہنما ہے۔ چاہئے کہ ہر ایک ناظر اسے غور سے پڑھے۔ ایڈیٹر

یوحنا اصطباغی اُن ہستیوں میں سے ہے جنکو ہم یقین کے ساتھ کامیاب واعظین میں شمار کر سکتے ہیں۔ ہم اس کی زندگی اور کامیابی پر چند سطور حوالۂ قلم کرتے ہیں۔ کیونکہ ہمارا یقین ہے کہ ایسے شخص کی زندگی اور کامیابی پر غور و فکر کرنا جو حقیقی معنوں میں ہمارا ہم خدمت اور ہم طبیعت انسان تھا مسیحی واعظین کے لئے باعثِ دلچسپی اور فائدہ مند ہوگا۔ یہ تسلیم شدہ امر ہے کہ کسی شخص کے کام کی غرض اور مقصد جانے بغیر اسکو کامیاب یا ناکامیاب نہیں کہا سکتا۔ مثلاً جب یہ معلوم ہو جائے کہ حکیم کے کام کی غرض اور مقصد یہ ہے کہ مریض بیماری سے رہائی پا کر صحت اور تندرستی حاصل کرے تو اُس کی کوشش کا نتیجہ دیکھ کر اس کو کامیاب یا ناکامیاب حکیم کہنے میں کوئی دقت باقی نہیں رہتی۔ اسی طرح پر ہر شخص کامیابی یا ناکامیابی کی کیفیت اس کے کام کی غرض اور مقصد اور ان نتائج سے معلوم ہو جاتی ہے جو اُسکی کوشش سے ظہور میں آتے ہیں۔ یوحنا اصطباغی بھی اس قاعدہ سے مستثنیٰ نہ تھا۔ اس لئے اُسکی کامیابی یا ناکامیابی کا صحیح اندازہ اسوقت لگایا جا سکتا ہے جب اُس کے کام کی غرض اور مقصد معلوم ہو اور یہ معلوم ہو جائے کہ اسکی کوشش اور خدمت سے کیا نتیجہ ظہور میں آیا۔ اس لئے سب سے پہلے اس کے کام کی نسبت خیال کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے

یوحنا اصطباغی کا کام

یوحنا اصطباغی کی پیدائش کے قبل فرشتہ نے اس کے باپ کو اس کے کام کی نسبت ذکر کرتے ہوئے یوں فرمایا تھا کہ وہ بہت سے بنی اسرائیل کو خداوند کی طرف جو اُن کا خدا ہے پھیریگا۔ لوقا ۱: ۱۶ واعظ کے کام کا اصل مدعا حقیقت میں لوگوں کو خدا کی طرف پھیرنا ہی ہے۔ حضرت آدم کے گناہ میں گر جانے کے بعد سے ہر زمانے اور ہر ملک کے لوگوں کا بڑا گناہ خدا سے منحرف ہو جانا ہے۔ جسکی صحیح تصویر حزقیل نبی نے ان الفاظ میں کھینچی ہے۔ اور وہ مجھے خداوند کے گھر کے اندرونی صحن کے بیچ لے گیا۔ اور کیا دیکھتا ہوں کہ خداوند کے گھر کے دروازے پہ دہلیز اور مذبح کے درمیان پچیس ایک شخص ہیں جنکی پیٹھ خداوند کی ہیکل کی طرف ہیں اور اُن کے منہ پورب کی جانب ہیں اور پورب کی جانب آفتاب کی پرستش کرتے ہیں حزقی ایل ۸: ۱۶ ہر زمانہ اور ہر ملک میں ایسے لوگوں کا شمار کافی رہا ہے جو خداوند کی طرف پیٹھ کر لیتے ہیں۔ اور یوحنا اصطباغی کے زمانہ میں بھی عوام کا یہی حال تھا۔ اس لئے اس کا یہ کام تھا کہ ایسے لوگوں کو جو خدا کو پس پُشت رکھتے ہیں۔ خدا کی طرف رجوع کرکے اُسکی مرضی کے تابع کر دے وہ اس میں کامیاب ہوا یا نہیں۔

یوحنا اصطباغی کی کامیابی

انجیل نویس ہم کو یہ بتاتے ہیں کہ جب یوحنا اصطباغی نے واعظ کے کام کو شروع کیا تو یہودیہ ملک میں ایک بڑی ریوائیول یعنی مذہبی بیداری کی تحریک ظہور میں آئی محصول لینے والے سپاہی۔ فریسی۔ صدوقی غرض ہر فرقہ اور ہر طبقہ کے لوگوں نے اُس کے پاس آکر اُس سے اپنے فرائض کی نسبت تحقیقات شروع کی اور اپنی بدی اور شرارت سے توبہ کرکے دریائے یردن میں اس سے اصطباغ حاصل کیا۔ توبہ کے حقیقی معنی خدا کی طرف پھرنے ہی کے ہیں۔ اس نے ایسے بڑے گروہ کا توبہ کرنا اس کی کامیابی کا نمایاں ثبوت ہے۔ مگر کیا یہ کامیابی اتفاقیہ تھی؟

یوحنا اصطباغی کی تیاری

یہاں یہ ذکر کرنا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کی کامیابی اس کی تیاری کے مطابق تھی۔ بغیر معقول تیاری . . . .

کامیابی حاصل کر لینا امر محال بلکہ ناممکن ہے۔ یوحنا اصطباغی نے بھی اگرچہ کسی مدرسہ علم الٰہی کی ڈگری حاصل نہیں کی تھی۔ مگر اپنے کام و خدمت کو انجام

دینے کی غرض سے معقول تیاری کی تھی۔ اور وہ یوں کامیابی جسکا ذکر ہم انجیل میں پڑھتے ہیں اُسکی تیاری کا صلہ اور معاوضہ تھا۔ اُسکی تیاری میں تین بڑی باتیں شامل تھیں۔

(۱) اس نے راستبازی اور دینداری کو اپنے ایمان اور اعمال کا قاعدہ بنایا تھا اور وہ اس کی پابندی میں یہانتک راسخ اور مضبوط تھا کہ موت بھی اُسکو دینداری اور راستبازی سے نہیں ہٹا سکتی تھی۔ خداوند مسیح نے ایک موقعہ پر یوحنا اصطباغی کی نسبت یوں فرمایا ہے۔ کیا تم بیابان میں ہلتا ہوا سرکنڈا دیکھنے گئے تھے سرکنڈا ہوا کے ساتھ جھک جاتا ہے۔ یہ ان لوگوں کی کیفیت ہے جو ابن الوقت ہیں۔ جیسا موقع دیکھتے ہیں اس قسم کی زندگی بسر کرنے لگتے ہیں۔ اگر راستبازی کی ضرورت ہو تو راستباز ہو جاتے ہیں۔ مگر راستبازی کو اپنا دستور العمل نہیں بناتے وہ ہلتے ہوئے سرکنڈے ہیں جیسی ہوا دیکھتے ہیں۔ ویسی ہی روش اختیار کر لیتے ہیں یوحنا اصطباغی ایسا آدمی نہ تھا۔ وہ بے دینی کی ہوا کے مقابلہ مضبوط درخت کی مانند کھڑا رہنے والا تھا۔ یہاں تک کہ جان دیدی مگر راستبازی سے منہ نہ موڑا۔ یہ اُسکی تیاری کی پہلی منزل تھی جس کے باعث وہ اپنے کام میں کامیاب ہُوا۔

(۲) اس کی زندگی خود انکاری اور خود نثاری کی تھی وہ سردار کاہن کا بیٹا تھا۔ سردار کاہن اس زمانہ میں بڑے مرتبہ والے ہوتے تھے ہر قسم کے عیش و عشرت کے سامان اُن کے گھروں میں موجود رہتے تھے۔ اگر یوحنا اصطباغی بھی اس زمانہ کی روش کے مطابق اپنی زندگی بسر کرتا تو غالباً سردار کاہن ہو کر عیش و عشرت کی زندگی بسر کر سکتا تھا۔ مگر اُس نے خداوند کی خاطر اس عیش و آرام کو ترک کر دیا اور جنگل میں تنہا زندگی بسر کرنے کو سردار کاہن کا مرتبہ حاصل کرنے سے بہتر جانا۔ خداوند کی پیروی میں خود انکاری اور خود نثاری سے زندگی بسر کی یہ اُسکی کامیابی حاصل کرنیکی دوسری منزل تھی

(۳) دوسروں کی بہتری چاہنے والا تھا۔ اُسکی نسبت مرقوم ہے کہ جب اس کے شاگردوں نے آکر اُسے خداوند مسیح کی کامیابی کی خبر سنائی۔ تو اس خبر کو سنکر جیسا اس کے شاگردوں کو گمان تھا اس کے چہرہ پر غیض و غضب کے آثار نمایاں نہ ہوئے۔ بلکہ اس خبر سے اسے بے حد خوشی ہوئی اور اُس کے منہ سے وہ الفاظ نکلے جو قیامت تک زندہ اور موثر رہینگے۔ اُس نے کہا۔ ضرور ہے کہ وہ بڑھے اور میں گھٹوں۔ یہ کامیابی حاصل کرنے کی تیسری منزل تھی جو اس نے طے کی تھی۔ اس کا نتیجہ کیا ہُوا۔

نتیجہ۔ اس کامیابی اور اس تیاری کا نتیجہ نہایت شاندار ہُوا۔ اُس نے خداوند مسیح کے لئے راہ تیار کی۔ خداوند مسیح نے اُس کی خدمت کو قبول فرمایا اور اُسے وہ مرتبہ بخشا جس کی پوری کیفیت اُسوقت معلوم ہوگی جب ہم اُسے وزیر اعظم کی حیثیت میں سارے انبیاء اور مرسلین کی صف میں خداوند مسیح کے حضور دیکھینگے۔

مسیحی واعظین جنکا مرتبہ بیٹا ہونے کی حیثیت سے یوحنا اصطباغی سے کہیں زیادہ ہے۔ خداوند کی راہ تیار کرنے میں کیا کر چکے ہیں۔ اور اُن کو اپنی خدمت کے صلہ میں خداوند یسوع مسیح سے کیا توقع اور امید ہے۔

سی۔ اے۔ کلیم۔

ضرورت

ایک سندیافتہ نرس کی ضرورت ڈفرن ہسپتال پرتاپ گڈھ کے واسطے ہے۔ منظور شدہ نرس کو تنخواہ مبلغ للعہ روپیہ ماہوار اور رہائش کے لئے مکان دیا جائیگا۔ درخواست کنندگان مع نقول سند کے اپنی درخواست پتہ ذیل پر ارسال کریں۔

ڈاکٹر مس لال محمد ایم۔ بی۔ بی۔ ایس
ڈفرن ہسپتال۔ پرتاپ گڈھ
یو۔ پی

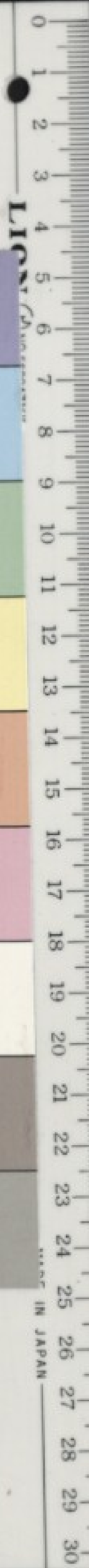
روح سے معمور زندگی

نمبر ۵

ہر ایک مسیحی کو اس کی ضرورت ہے۔

ناظرین! بعض مسیحیوں کا خیال ہے کہ روح کی معموری کی ضرورت صرف چند ایک اشخاص کے لئے ضروری ہے۔ مثلاً اُن کو اس کی ضرورت ہے جو دینی خدمت کے لئے چنے گئے ہیں۔ لیکن عام مسیحیوں کو اس کی ضرورت نہیں ہے۔ میرے ناقص خیال میں یہ درست نہیں ہے بلکہ یہ ایک قسم کے مسیحیوں کے لئے شیطان کی طرف سے ایک زبردست آزمایش ہے۔

روح کی معموری ہی خداوند کے اُس وعدہ کو سچا ثابت کرتی ہے۔ جسکا ذکر ہم کو زکریاہ ۱۲: ۸ آیت میں اس طرح ملتا ہے۔ اس دن خداوند یروشلم کے باشندوں کی حمایت کریگا۔ اور وہ جو اس دن ان میں سے گرا پڑا ہوگا۔ سو داؤد کی مانند ہوگا۔ اور داؤد کا گھرانا خدا کی مانند ہوگا۔ بلکہ خداوند کے فرشتے کی مانند جو اُن کے آگے آگے ہو۔ تم میں سے ایک مرد ایک ہزار کو بھگائیگا۔ یشوع ۲۳: ۱۰۔ کلام مقدس سے ظاہر ہے کہ اگرچہ شیطان بعض اشخاص کی اس طرح سے روز آزمایش کیا کرتا ہے۔ لیکن اُس کی شکست اس معاملہ میں پورے طور سے ثابت ہے۔ چونکہ وہ ہر وقت اس کوشش میں ہے کہ وہ ہم کو اس اعلےٰ بخشش سے محروم رکھے۔ اس لئے ہم کو ہرگز اس بات سے تعجب کرنا چاہئے۔ کہ شیطان کیوں ایسی کوشش میں ہر وقت مشغول ہے۔ جس بات کو ہم نے ہر وقت مدنظر رکھنا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہم سوچیں کہ ہم اس دنیا میں زندگی اس لئے بسر کرتے آئے ہیں کہ ہماری زندگی سے مسیح خداوند کی عزت و جلال ظاہر ہو اور صرف روح القدس ہی ہے جو کہ ہم میں ہو کر خداوند مسیح کا جلال ظاہر کر سکتا ہے۔ چنانچہ یوحنا ۱۶: ۱۴ آیت سے صاف ظاہر ہے کہ وہ میرا جلال ظاہر کریگا۔



اگر ہم چاہتے ہیں کہ خداوند کا جلال ہماری زندگی سے ظاہر ہو تو روح القدس کی معموری کی اشد ضرورت ہے۔ مسیحی عورتیں جنکو گھروں میں بہت کام ہیں اُن کو مسیح کے جلال کے لئے روح کی معموری کی ویسی ہی ضرورت ہے جیسی رسولوں کو تھی۔ سکول ماسٹر کو روح پاک کی ایسی ہی ضرورت ہے جیسی کہ کلیسیا کے پاسبان کو ہے۔ سوداگر یا دوکاندار کو اسکی ایسی ہی ضرورت ہے جیسی کہ ایک مناد کو ہے۔ کلیسیا کے ہر ایک شریک کو اسکی ایسی ہی ضرورت ہے جیسی کہ کلیسیا کے عہدہ داروں کو ہے۔ جس جس کام پر خداوند نے ایمانداروں کو مقرر کیا ہے۔ اُس کام میں اُن کو بڑی بخشش کی بہت ضرورت ہے تاکہ خداوند جلال پاوے۔ اعمال ۲:۴ میں درج ہے کہ وہ سب روح القدس سے بھر گئے۔ مرد اور عورت تمام ایک سو بیس تن خاص روح القدس سے بھر گئے۔ اُن میں رسول بھی تھے اور عام لوگ بھی تھے جن میں سے بہتیروں کا ذکر کہیں اور جگہ کلام میں ہم کو پڑھنے نہیں ملتا ہے۔ پطرس نے اُن سے کہا کہ توبہ کرو۔ اور تم میں سے ہر ایک اپنے گناہوں کی معافی کے لئے یسوع مسیح کے نام پر بپتسمہ لے تو تم روح القدس کا انعام پاؤ گے۔ کیونکہ یہ وعدہ تم اور تمہاری اولاد اور ان سب دور کے لوگوں سے بھی ہے۔ جنکو خداوند ہمارا خدا اپنے پاس بلائیگا۔ اعمال ۲: ۳۸-۳۹۔ پھر اعمال ۸: ۱۰ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ جو سامریہ میں خداوند پر ایمان لائے تھے۔ اُن سب کو روح القدس کا انعام ملا اور پھر اعمال ۱۰: ۴۴ میں درج ہے کہ اُن سب پر جو کرنیلیوس کے گھر میں تھے روح القدس نازل ہوا۔ اعمال ۱۱: ۶ سے ظاہر ہے کہ روح القدس ان تمام شاگردوں پر نازل ہوا۔ جن سے پولوس رسول بول رہا تھا۔ اُن سب کو روح القدس کیوں مل گیا؟ اس لئے کہ سب کو اُس کی ضرورت تھی۔ کیا ہم سب کو اس کی ضرورت ہے؟ کلام سے ثابت ہے کہ ہر مسیحی کو اس کی ضرورت ہے۔ خدا سچا ہے۔ اس کا کلام سچا ہے اور اس کے وعدے سچے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ مسیحی اس برکت کو حاصل نہ کریں۔ اگر ہم یہ بخشش حاصل نہ کریں۔ تو نہ صرف ہمارا اپنا نقصان ہوگا بلکہ کلیسیا کو نقصان ہوگا۔ دنیا کو بھی ہماری وجہ سے نقصان ہوگا۔ کیونکہ ہم پھر یہ امید نہیں کر سکتے ہیں کہ دنیا کے لوگوں پر ہماری زندگی سے اچھا اثر ہو۔ اور سب سے بڑھ کر مسیح خداوند کی بے عزتی ہوگی۔ دیکھئے روح القدس کے حاصل نہ کرنے سے کس قدر نقصان ہمارے سامنے ہیں۔ اور اگر ہم اپنی ضرورت کو محسوس نہیں کرتے ہیں تو یہ ہماری اپنی نادانی اور بیوقوفی ہے اور اس نادانی اور بیوقوفی سے ہمارا اپنا نقصان ہے کلیسیا کا نقصان ہے اور دنیا کا نقصان ہے اور مسیح خداوند کی بے عزتی ہے۔ (باقی آئندہ)

خاکسار۔ ڈبلیو۔ ایم۔ عزرا۔

مبارک امید

یہ کتاب جس کے مترجم پادری پی۔ سی۔ اپل صاحب ہیں حال ہی میں شائع ہوئی ہے۔ کتاب کیا ہے فی الحقیقت گوہر بے بہا ہے۔ اس کے مصنف نے ہمارے پیارے منجی کی آمد ثانی کے متعلق کلام اللہ کی پیش خبریوں کی تشریح کر کے اُن پر روشنی ڈالی ہے۔ اگرچہ میں نے بیشتر اس قسم کی کئی کتابوں کا (مثلاً محبوب آتا ہے۔ آمد یسوع آتا ہے) مطالعہ کیا ہے۔ مگر میری ناقص رائے میں یہ کتاب اُن سب سے سبقت لے گئی ہے۔ موجودہ مصیبت اور بے چینی کے زمانہ میں یہ کتاب حقیقی راحت اور آرام کا ایک عمدہ وسیلہ ہے۔ میں نے اس کو یہاں تک مفید اور ضروری پایا۔ کہ مجبور ہوں کہ اپنی ملکی بہنوں سے خصوصاً اور بھائیوں سے عموماً بمنت عرض کروں کہ وہ اس عمدہ کتاب کو ان دنوں میں بغور مطالعہ کریں اور اُسکی جلالی آمد کے لئے جبکہ ہماری تمام مصیبتیں ختم ہونگی۔ تیار رہیں۔

اس کتاب میں مندرجہ ذیل بارہ باب ہیں

(۱) کلیسیا کی امید
(۲) یہ مبارک امید حال ہے یا مستقبل
(۳) مقدسوں کا کمال اشتیاق۔
(۴) مسیح کا تخت عدالت
(۵) برہ کی شادی کی ضیافت
(۶) یہودیوں کی بحالی
(۷) برگشتگی اور مخالف مسیح۔
(۸) بڑی مصیبت۔
(۹) مسیح کا ظہور
(۱۰) مسیح کی بادشاہی
(۱۱) نئی یروشلم
(۱۲) بڑا سفید تخت اور ابدی حالت

کتاب مذکورہ بالا ۲۰۸ صفحوں پر خوشخط۔ عمدہ کاغذ کے اوپر چھپی ہوئی ہے۔ چونکہ پادری جے۔ جے لوکس صاحب الہ آباد سے درخواست کرنے پر مفت مل سکتی ہے

(مسز) سی۔ منیر اللہ۔ کلارک آباد

ایران میں ہوائی جہاز کا کارخانہ

جرمن ایجنسی مدد کریگی

حکومت ایران آجکل اقتصادی تجارتی حالات کو ترقی دینے میں منہمک ہے۔ اُس نے جرمنی یونکر کمپنی سے ہوائی جہازات کے متعلق ایک سمجھوتہ کیا ہے۔ جسکی مدت پانچ سال مقرر کی گئی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ایجنسی مذکور طہران و لنزلی کے درمیان اور اس کے علاوہ دوسرے مقامات پر مختلف کارخانے ہوائی جہاز کے کھولیگی جہاں جہازات کی اصلاح اور درستی ہوگی اور ایرانی طیارے تیار کئے جائینگے۔ اس کے علاوہ ایک سکول بھی کھولا جائیگا۔ جہاں ایرانی باشندوں کو ہوائی جہازات بنانے کا طریقہ سکھایا جائیگا اور کوشش کی جائیگی کہ خود ایران میں ماہرین ہوائی جہاز اور ہوشیار انجینیر پیدا ہوں۔ جن سے آئندہ ملک و قوم کی ترقی ہو۔

(زمیندار سے ماخوذ)

قصور میں مسیحی بشارتی جلسے

مناظرہ پادری عبد الحق صاحب مولوی غلام رسول صاحب

در باب

افضلیت و کاملیت بائبل

نمبر چہارم

کسی کو ٹھوکر نہ دو۔ نہ یہودیوں نہ یونانیوں اور نہ مسیحیوں کو۔ چنانچہ لکھا ہے کہ تم نہ یہودیوں کی ٹھوکر کے باعث ہو۔ نہ یونانیوں اور نہ خدا کی کلیسیا کے۔ ۱ کرنتھیوں ۱۰: ۳۲

جو کوئی ان چھوٹوں میں سے جو مجھ پر ایمان لائے ہیں کسی کو ٹھوکر کھلاتا ہے اس کے لئے یہ بہتر ہے کہ ایک بڑی چکی کا پاٹ اس کے گلے میں لٹکایا جائے اور وہ گہرے سمندر میں ڈبو دیا جائے۔ متی ۱۸: ۶ و مرقس ۹: ۴۲

کھانے کی بابت کسی کو ٹھوکر نہ دو۔ کھانا ہمیں خدا سے نہیں ملائیگا۔ اگر نہ کھائیں تو ہمارا کچھ نقصان نہیں۔ اور اگر کھائیں تو کچھ نفع نہیں۔ اس سبب سے اگر کھانا میرے بھائی کو ٹھوکر کھلائے تو میں کبھی ہرگز گوشت نہ کھاؤنگا تاکہ اپنے بھائی کی ٹھوکر کا سبب نہ ہوں ۱ کرنتھیوں ۸: ۸ و ۱۳

تم یہی ٹھان لو کہ کوئی اپنے بھائی کے سامنے وہ چیز نہ رکھے جو اُس کے ٹھوکر کھانے یا گرنے کا باعث ہو۔ اگر تیرے بھائی کو تیرے کھانے سے رنج پہنچتا ہے تو پھر تو محبت کے قاعدے پر نہیں چلتا۔ جس شخص کے واسطے مسیح مرا اُس کو تو اپنے کھانے سے ہلاک نہ کر۔ پس تمہاری نیکی کی بدنامی نہ ہو کیونکہ خدا کی بادشاہت کھانے اور پینے پر نہیں بلکہ راستبازی اور میل ملاپ اور اُس خوشی پر موقوف ہے جو روح القدس کی طرف سے ہوتی ہے۔ اور جو کوئی اس طور سے مسیح کی خدمت کرتا ہے خدا کا پسندیدہ اور آدمیوں کا مقبول ہے۔ پس ہم ان باتوں کے طالب رہیں جس سے میل ملاپ اور باہمی ترقی ہو۔ کھانے کی خاطر خدا کے کام کو نہ بگاڑ۔ یہی اچھا ہے کہ تو نہ گوشت کھائے نہ مے پئے نہ اور کچھ ایسا کرے جس کے سبب سے تیرا بھائی ٹھوکر کھائے رومیوں ۱۴: ۱۳ و ۱۵ تا ۲۱۔

کھانے پیٹ کے لئے ہیں اور پیٹ کھانوں کے لئے ہے لیکن خدا اُسکو اور ان کو نیست کریگا۔ ۱ کرنتھیوں ۶: ۱۳

ناپاکی کے مقصد کی بابت تعلیم دی گئی ہے کہ کیا تم نہیں سمجھتے کہ جو کچھ منہ میں جاتا ہے وہ پیٹ میں پڑتا اور پاخانہ میں نکل جاتا ہے۔ مگر جو باتیں منہ سے نکلتی ہیں وہ دل سے نکلتی ہیں اور وہی آدمی کو ناپاک کرتی ہیں۔ کیونکہ بُرے خیال۔ خونریزیاں۔ زناکاریاں۔ حرامکاریاں چوریاں۔ جھوٹی گواہیاں۔ بدگوئیاں دل ہی سے نکلتی ہیں یہی باتیں ہیں جو آدمی کو ناپاک کرتی ہیں مگر بغیر ہاتھ دھوئے کھانا کھانا آدمی کو ناپاک نہیں کرتا متی ۱۵: ۱۷ تا ۲۰۔ پس مسیح نے دل کی پاکیزگی پر زور دیا۔ نہ کہ خاص کھانے پینے کی پاکیزگی پر اور یہی روحانی کمال ہے۔ جو کہ بائبل مقدس میں خاص طور سے پایا جاتا ہے

بیت المقدس جو مختص بالمقام تھا عالمگیر ہو جائیگا یعنی خدا کی عبادت کسی خاص مقام ہی پر محدود نہ رہیگی۔ بلکہ وہ ہر جگہ ہو سکیگی۔ مسیح نے فرمایا کہ وہ وقت آتا ہے کہ تم نہ تو اس پہاڑ پر باپ کی پرستش کروگے اور نہ یروشلم میں۔ مگر وہ وقت آتا ہے بلکہ اب ہی ہے کہ سچے پرستار باپ کی پرستش روح اور سچائی سے کرینگے کیونکہ باپ اپنے لئے ایسے ہی پرستار ڈھونڈتا ہے۔ خدا روح ہے اور ضرور ہے کہ اس کے پرستار روح اور سچائی سے پرستش کریں۔ یوحنا ۴: ۲۱ و ۲۳ و ۲۴

خدا کو کون دیکھینگے مسیح نے فرمایا ہے کہ مبارک ہیں وہ جو پاک دل ہیں کیونکہ وہ خدا کو دیکھینگے۔ متی ۵: ۸

خداوند کے پہاڑ پر کون چڑھ سکتا ہے؟ اور اُس کے مکان مقدس پر کون کھڑا رہ سکتا ہے؟ وہی ہے جس کے ہاتھ صاف ہیں اور جسکا دل صاف ہے۔ زبور ۲۴: ۳ و ۴۔

سب کے ساتھ میل ملاپ رکھو۔ اور اُس پاکیزگی کے طالب رہو جس کے بغیر کوئی خداوند کو نہ دیکھیگا عبرانی ۱۲: ۱۴ اور جو کوئی اُس سے (یعنی خدا سے) یہ امید (دیکھنے کی) رکھتا ہے اپنے آپ کو ویسا ہی پاک کرتا ہے جیسا وہ پاک ہے۔ ۱ یوحنا ۳: ۳۔ جب ہم سب کے بے نقاب چہروں سے خداوند کا جلال اس طرح منعکس ہوتا ہے جس طرح آئینہ میں تو اس خداوند کے وسیلے سے جو روح ہے ہم اُسی جلالی صورت میں درجہ بدرجہ بدلتے جاتے ہیں ۲ کرنتھیوں ۳: ۱۸۔

بیگانی اور اجنبی زبان میں خدا کی عبادت فضول ہے اے بھائیو اگر میں تمہارے پاس آکر بیگانی زبانوں میں باتیں کروں۔ اور مکاشفہ یا علم یا نبوت یا تعلیم کی باتیں تم سے نہ کہوں تو تم کو مجھ سے کیا فائدہ ہوگا؟ چنانچہ بے جان چیزوں میں بھی جن سے آواز نکلتی ہے مثلاً بانسری یا بربط اگر ان کی آوازوں میں فرق نہ ہو تو جو پھونکا یا بجایا جاتا ہے وہ کیونکر پہچانا جائے؟ اور اگر تُرہی کی آواز صاف نہ ہو تو کون لڑائی کے لئے تیاری کریگا۔ ایسے ہی تم بھی اگر زبان سے واضح بات نہ کہو تو جو کہا جاتا ہے کیونکر سمجھا جائیگا؟ تم ہوا سے باتیں کرنے والے ٹھہروگے۔ دنیا میں کتنی ہی مختلف زبانیں کیوں نہ ہوں مگر ان میں سے کوئی بھی بے معنی نہ ہوگی۔ پس اگر میں کسی زبان کے معنی نہ سمجھوں تو بولنے والے کے نزدیک میں اجنبی ٹھہرونگا۔ اگر میں کسی بیگانی زبان میں دعا مانگونگا اور عقل سے بھی دعا مانگونگا اور روح سے بھی گاؤنگا۔ اور عقل سے بھی گاؤنگا۔ ورنہ اگر تو روح ہی سے حمد کریگا تو ناواقف آدمی تیری شکرگذاری پر آمین کیونکر کہیگا۔ اس لئے کہ وہ نہیں جانتا کہ تو کیا کہتا ہے تو تو بیشک اچھی طرح سے شکر کرتا ہے مگر دوسرے کی ترقی نہیں ہوتی۔ لیکن کلیسیا میں بیگانی زبان میں دس ہزار باتیں کہنے سے مجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ اوروں کی تعلیم کے لئے پانچ ہی باتیں عقل سے کہوں۔ ۱ کرنتھیوں ۱۴: ۶ تا ۱۹

جسم کا ختنہ دل کی پاکیزگی کا نشان ہے کیونکہ وہ یہودی نہیں جو ظاہر کا ہے۔ اور نہ وہ ختنہ ہے جو ظاہری اور جسمانی ہے بلکہ یہودی وہی ہے



جو باطن میں ہے اور ختنہ وہی ہے جو دل کا اور روحانی ہے نہ کہ لفظی۔ ایسے کی تعریف آدمیوں کی طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہوتی ہے۔ رومیوں ۲: ۲۸ و ۲۹۔

کیونکہ نہ ختنہ کچھ چیز ہے نہ نامختونی۔ بلکہ نئے سرے سے مخلوق ہونا۔ گلتیوں ۶: ۱۵۔

ختم

موت اور اُس کے بعد کی حالت

سر اولیور لاج نے موت اور اُس کے بعد کی حالت کے مضمون پر تقریر کرتے ہوئے ایک لیکچر میں بیان کیا کہ اگرچہ مادہ پرست سائنسدانوں کو دوبارہ جسم کی اصطلاح ناگوار گذرتی ہے تاہم یہ حقیقت جو کچھ میں کہتا ہوں اگر سچ ہو تو پھر ماننا پڑیگا کہ جسم انسان روح کے ماتحت اور اس کے لئے کام کرنے کا آلہ ہے اور روح ایک غیر فانی شے ہے۔

روح مادی شے کو استعمال میں لاتی ہے۔ لیکن وہ اس کی ہستی کے لئے ضروری نہیں۔ میرے نزدیک سائنس رفتہ رفتہ یہ خیالات پیش کر رہا ہے کہ عالم ارواح موجود ہے۔

جسم سے جدائی شاذ تکلیف دہ ہوتی ہے۔ مگر اس قدر تکلیف دہ نہیں جس قدر کہ بہت سی بیماریاں ہیں اور بہت سی حالتوں میں تو موت درحقیقت تکلیف دہ نہیں ہوتی۔ رفتہ رفتہ ہم موت کو ایک اولوالعزمانہ کارنامہ خیال کرنے لگیں گے۔ جسے ہم امید اور خوشی اور اُمنگ کے ساتھ قبول کرینگے۔ ہم میں سے بعض لوگوں کا خیال یہ ہے کہ ہمارے اصلی اجسام مادہ کے بنے ہوئے نہیں ہیں۔ یعنی مادہ پر ہمارا عمل براہ راست نہیں ہوتا۔ بلکہ کسی اور طاقت کے ذریعہ سے ہے جسے ہم ابھی تک نہیں جانتے اور جسے ہم ایتھر کہتے ہیں۔

جسم لطیف کو ایتھرک باڈی کہتے ہیں۔ لیکن وہ جسم سے زیادہ مکمل ہوتا ہے۔ میں معقول شہادت کی بنا پر کہتا ہوں کہ کوئی انسان فوت نہیں ہوتا یہ ضروری نہیں کہ موت کو ایک خوفناک شے سمجھا جائے۔ یہ تو صرف نقل مکان ہے۔ اگرچہ نقل مکان کرنے میں افسوس ضرور ہوتا ہے۔

جسمانی زندگی اسی وقت تک قائم رہ سکتی ہے جس وقت تک اُسے کہیں سے انرجی ملتی رہے زندہ چیزوں میں طاقت ہے۔ کہ وہ دوسری چیزوں کو حسب منشا کام میں لائیں لیکن ان میں انرجی پیدا کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ اسی لئے تو کہتے ہیں کہ زندگی رہنمائی کرنے اور حکم دینے والا اصول ہے۔ وہ ایک ایسی شے کے مشابہ ہے جو کرہ زمین پر اترتی ہے۔ مادہ اور طاقت سے کام لیتی ہے اور پھر اُڑ جاتی ہے زندگی مادہ پر حکم چلاتی۔ ارادہ کرتی اور منصوبے باندھتی اور کام کرتی ہے۔ یہ سب کام وہ مادہ کے ساتھ ملکر انجام دیتی ہے لیکن زندگی بجائے خود انرجی نہیں ہے۔

ہم جانتے ہیں کہ ریڈی ایشن انرجی کی ایک صورت ہے۔ جو تمام تر ایتھر میں بستی ہے۔ لیکن میں یہ آگاہ کئے دیتا ہوں کہ زندگی انرجی نہیں ہے اگرچہ وہ بھی غالباً ایتھر کے اندر رہتی ہے اور ممکن ہے کہ وہاں موجود ہو۔ ہمارے اندر کئی باتیں ایسی پائی جاتی ہیں جنکا مادی چیزوں سے کوئی تعلق نہیں۔ وہ عنصر جو ارادہ کرتا ہے جو محبت کرتا ہے۔ جو آرزو رکھتا ہے۔ جو نفرت کرتا ہے وہ نہ صرف اپنے طریق ظہور میں محدود ہے۔ بلکہ چند کیمیاوی مرکبوں یعنی البومن اور پروٹیڈ وغیرہ کی موجودگی میں بھی محدود ہے۔ ہم اسے اس طرح کام کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ لیکن ممکن ہے کہ دوسرے طریقوں سے کام کرنے کی بھی اس میں طاقت ہونے کا امکان ہو۔ سردست ہمیں علم نہیں۔

کچھ عرصہ کے لئے ہمیں ایک آلہ ملا ہے جسے ہم جسم کہتے ہیں۔ اور یہ مادہ کا بنا ہوا ہے۔ مگر جسم دوسری چیزوں کا بنا ہوا بھی ہو سکتا ہے۔ چونکہ اس طبعی کائنات میں مادہ کے سوا اور دو طرح کی چیزیں بھی ہیں۔ یعنی الکٹرن کا ایتھر۔ اس لئے یہ امر خیال میں آسکتا ہے اور اغلب ہے۔ اگرچہ سردست یہ محض خیالی بات ہے کہ آئندہ زمانہ میں ہمارے جسم ایسی چیز کے بنے ہوئے ہوں یعنی مادہ کے سوا کسی اور شے کے بنے ہوں۔

مُردے زندہ ہیں

مردے مر نہیں گئے ہیں۔ بلکہ وہ زندہ ہیں۔ جیسا کہ لارڈ ٹینیسن نے کہا ہے۔ خواہ اس حالت میں نہ ہوں جیسے کہ پہلے تھے۔ لیکن وہ زندہ مردے ہیں وہ قبروں کے اندر نہیں رہتے۔ میں اپنے لڑکے ریمنڈ کی قبر دیکھنے فرانس میں آجتک نہیں گیا۔ کیونکہ اس نے مجھے کہا ہے کہ وہاں جانا فضول ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اس قبر سے اُسے ذرا دلچسپی نہیں اور میں کبھی قبر کے اندر نہیں رہا۔

ہماری حالت بدل سکتی ہے۔ لیکن ہمارا اپنا آپ یعنی ہماری شخصیت نہیں بدل سکتی۔ میں یہ امید نہیں کرتا کہ جو کچھ میں کہتا ہوں ہر شخص اس پر یقین کریگا۔ لیکن میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ اپنے سائنٹیفک یقین کے مطابق جو کچھ کہہ رہا ہوں یہ سچ ہے۔ زندگی ایک مستقل شے ہے۔ کچھ عرصہ مادہ کے ساتھ ملکر کام کرتی ہے اور پھر اُسے چھوڑ کر دوسرے گرد و نواح کی حالات میں نقل مکان کرجاتا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ وہاں وہ خوش رہتی ہے یا نہیں۔ اس کا انحصار ان افعال پر ہے جو ہم بیان کرتے ہیں۔ یا اس پر کہ اپنے موقعوں سے ہم نے کیا فائدہ اُٹھایا ہے ہمیں یا زندہ رہنا ہے۔ خواہ ہم ترقی کریں یا تنزل

(ریفسہ ناظم)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر ضرور لکھیں۔

خبریں

گذشتہ انتخابات اسمبلی کے موقع پر دیوان چمن لال کے حواریوں نے ڈاکخانہ کے قریباً ۲۶ کلرکوں کے دستخطی ایک پوسٹر شائع کرایا تھا جس میں رائے دہندگان سے تلقین کی گئی تھی کہ وہ دیوان چمن لال کے حق میں اپنی رائے دیں۔

اب معلوم ہوا ہے کہ ان تمام کلرکوں کو گورنمنٹ کی طرف سے نوٹس موصول ہوئے ہیں کہ وہ ۴۸ گھنٹہ کے اندر اندر وجہ بیان کریں کہ کیوں انہوں نے گورنمنٹ کے الیکشن بائی لاز کی خلاف ورزی کی ہے۔ گورنمنٹ کے قواعد کی رو سے کوئی گورنمنٹ کا ملازم سوائے اپنی رائے کے دینے کے الیکشن میں حصہ نہیں لے سکتا۔ غریب کلرکوں میں سنسنی پھیلی ہوئی ہے۔ اور وہ بیچارے شہر کے معزز آدمیوں کے پاس امداد کے لئے جاتے ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ وہ دیوان چمن لال کے والد بزرگ دیوان بہادر دیوان دولت رائے کے پاس بھی گئے۔

(بندے ماترم)

ریلوے یونین کے زیر اہتمام ریلوے سٹیشن لاہور کے بالمقابل کھلے میدان میں ریلوے ملازمین کا ایک عام جلسہ زیر صدارت مسٹر گوبند رام ملازم کیرج اینڈ ویگن شاپس منعقد ہوا۔ اور مندرجہ ذیل ریزولیوشن باتفاق رائے سے پاس ہوا

ریلوے ملازمان کا یہ عام جلسہ اس مجوزہ تخفیف پر (جو کراچی۔ راولپنڈی اور سکھر ڈویژنوں کے ورکشاپوں کے بند ہونے کی وجہ سے ورکشاپ اور ریلوے کلرکوں میں کی جانے والی ہے) کے خلاف زبردست پروٹسٹ کرتا ہے اور زوردار الفاظ میں مطالبہ کرتا ہے کہ اگر مندرجہ بالا ڈویژنوں میں ورکشاپ بند کرنے ضروری ہوں تو ریلوے ملازمین کے لئے کوئی اور بندوبست کیا جائے جب تک کوئی اور سبیل پیدا نہ ہو جائے۔ اگر اس طرح تخفیف کی گئی تو ضروری ہے ملک میں بدامنی، ڈاکہ زنی، اور چوری وغیرہ کی وارداتیں شروع ہو جائیں کیونکہ ریلوے ملازمین کام کے سوا کوئی اور کام کرنے کے قابل نہیں ہیں

(ر۔)

رنگیبی ۱۰ دسمبر۔ اٹلی اور جرمنی کے مابین ثالثی کا ایک معاہدہ ہوا ہے۔ جس کا مسودہ دستخطوں کے لئے تیار ہے۔

(ر۔)

سڈنی۔ ۱۱ دسمبر۔ نیو ساؤتھ ویلز کے شمالی جنوبی اور مغربی علاقہ میں جھاڑیوں میں آگ لگنے سے مویشیوں اور فصلوں کو بہت نقصان پہنچ رہا ہے آندھی کا طوفان آگ کو پھیلا رہا ہے۔ بہت سے دیہات کے باشندے گھر چھوڑ کر بھاگ گئے۔

سہارنپور کنونشن

سہارنپور کنونشن مارچ ۹ لغایت ۱۴ ۱۹۲۷ء ہوگا۔ ڈاکٹر ٹی۔ آر۔ رحیم صاحب چیئرمین ہونگے اور عمدہ واعظین مدعو کئے گئے ہیں کہ پیغامات الٰہی پیش کریں۔ مضمون موجودہ وقت کے اعتبار سے نہایت دلچسپ اور ضروری ہے یعنی

مسیح اور کلیسیاء ہند

امسال کنونشن کے ابتدائی دن مشاعرہ ہوگا اور میر مشاعرہ پادری ۔ ابرٹ گارڈنر صاحب **اسبق** ہیں مصرعہ طرح گذشتہ نمبر میں شائع ہو چکا ہے۔ کنونشن کے لئے دعا کیجئے اور خود آئیے۔ تواریخ پھر ملاحظہ فرمائیے۔

مارچ ۹ لغایت ۱۴ ۱۹۲۷ء

امرداس سیکرٹری کنونشن

نمبر ۴ ۔ [illegible] ۔ دہلی

بورڈنگ کرسچن ہائی سکول لودیانہ

بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصے سے جاری ہے۔ مشن نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں اور چار خواتین استانی مدد کرتی ہیں۔ اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے۔ شرح خرچ خوراک لوئر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے۔ کلاس فیس سرکاری شرح ہے۔ متفرق اخراجات عہ ماہوار فی طالب علم ہے۔ کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔ بموجب نئے انتظام چالیس فی صدی غیر مسیحی طلبا بھی داخل ہو سکتے ہیں۔ اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں جز کشا ماعہ سے مالعہ تک کرو کو نول عہ سے دعہ تک۔

مزید حالات پرنسپل و ہیڈ ماسٹر صاحب سکول سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

تین بیماریوں کی حکمی دوائیں

(۱) دمہ خشک ہو یا تر نامجرب اور تیر بہدف دوا کہ دو ہی خوراک کے کھانے سے چند گھنٹوں کے اندر سانس کی ساری تکلیف دور ہو کر آدمی تندرست ہو جاتا ہے۔ قیمت عہ

(۲) ہر قسم کی کمزوری دور کرنے میں لاثانی اور مجرب دوا ہے خواہ کیسی ہی کمزوری ہو۔ قیمت فی شیشی عہ

(۳) اس کے استعمال سے روزانہ تپ چوتھیا بخار پہلے ہی دن رک جاتا ہے۔ ورنہ دوسرے دن ضرور ہی بفضل خدا رک جاتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۲ محصول ڈاک بذمہ خریدار۔

المشتہر۔ ڈاکٹر اے۔ این۔ ارمیڈا

خورجہ۔ ضلع بلند شہر



اور یہ اُن کی تنخواہ ہے۔ اس کا حساب انہیں خود خداوند کو دینا ہوگا۔

اور ہم یہ بھی مان لیتے ہیں کہ اس معاملہ میں بہت صفائی نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ بعض دغابازی جو ہمیشہ سے ہوتے آئے ہیں اسکو بھی اپنے خاص شہرت یا ناموری کے لئے ناجائز وسیلہ ٹھہرائیں۔ پھر بھی یہ خیال کرکے کہ بعض نوٹ جعلی ہیں اور بعض سکے مشکوک۔ لہذا کسی نوٹ یا روپیہ پر بھروسہ رکھنا سخت غلط فہمی ہے۔ پھر بھی بقول مقدس پولوس خدا کی خدمت یوں بھی ہوتی ہے اور دوں بھی۔

آجکل ہمارے محلہ میں ایک صاحب ہیں ان کے ہم خدمت پریچر نے ہم سے بیان کیا کہ آپ نے ایک تپ دق کے بیمار کو دعا کے ساتھ تیل مل کر شفا بخشی۔ یہ اگر سچ ہے تو ہم کہتے ہیں کہ خداوند مسیح کو جلال ہوتا ہے۔ اسی طرح ہمارے واجب الاحترام سوامی سندر سنگھ بھی چند واقعات ایسے بیان کرتے ہیں جن میں خداوند نے اُن کی مدد کی۔ ہم کہتے ہیں کہ جل جلالہ و عم نوالہ ضرور ہمارا خداوند اب اور ابد تک یکساں ہے۔ اُسکی قدرت ہمیشہ جاری اور ساری ہے۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ بہتیرے صاحبان ان باتوں پر اُن کا مضحکہ نہیں اُڑاتے ضرور اُڑاتے ہیں۔ کیونکہ بقول سعدی

درازی شب از مژگان من پرس
کہ اکدم خواب در چشمم نگشت است۔

جن لوگوں نے ان برکات کو نہیں پایا ہے وہ ضرور ہنسینگے۔ مگر جنکو شمہ بھر بھی اس سے فیضیابی ہوئی ہے وہ بے شک ان لینگے کہ ہمارے خداوند کا ہاتھ چھوٹا نہیں ہے۔ اب ہم فی الحال اپنی نسبت دو واقعات کا ذکر کرینگے۔ اگرچہ آپ کی نظر میں یہ بالکل بے حقیقت ہوں تو بھی ہم کو چھوٹی چیزوں کی تحقیر نہ کرنا چاہیے۔

ہم ایک دفعہ اپنے دورہ میں جبکہ دیہات میں چار قوم کی تفتیش پر مامور تھے تاکہ معلوم ہو کہ ان لوگوں کا زیادہ شمار کس طرف ہے اور ان میں بشارت کا کام کس ڈھنگ پر اور کیسے چلایا جا سکتا ہے دریان میں دریائے گنگ حائل تھا۔ اگر ہم مشہور گھاٹ پر جاکر اسے عبور کرتے تو ہم کو بڑا پھیر کھانا پڑتا۔ دوسرے قصبہ کو جو گنگا کے پار تھا جانے کے لئے ناک کی سیدھ پر چل پڑے۔ یہ خیال کرکے کہ قصبہ پاس ہے۔ ضرور کوئی ناؤ یہاں ہوگی۔ لیکن جب دریا کے کنارے پہنچے تو نہ کوئی گھاٹ تھا اور نہ کوئی ناؤ۔ چونکہ مئی کا گرم مہینہ تھا۔ گرمی کے مارے گویا آنکھیں بند تھیں۔ ہم تو بہت ہی خطرہ میں پڑگئے۔ تن تنہا اور کوئی ساتھ نہیں۔ نہ وہاں راستہ کہ کوئی آتا جاتا ملجائے۔ تھوڑی دیر کے بعد کیا نظر آیا کہ ایک چھکڑا اور اس میں دو بیل جُتے ہوئے کھڑا ہے۔ مگر گاڑیبان ندارد۔ اب اور بھی حیرت بڑھ گئی۔ لیکن تھوڑی دیر بعد ایک شخص نظر آیا اور کہنے لگا کہ آپ آگئے۔ یہاں کوئی گھاٹ نہیں ہے اور معلوم نہیں یہ دریا کا چوڑ کس قدر گہرا ہے۔ ٹھہر جایئے اب لوٹ سکتے نہیں۔ ہم بھی سوچ رہے تھے کہ کچھ آنیوالے آدمیوں کی آوازیں سنائی دیں۔ دیکھتے کیا ہیں کہ سات قد آور آدمی اس پار سے آرہے ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ یہ نالہ بہت خطرناک ہے۔ اگر اس میں پار ہوگئے تو خیر ورنہ اُسکی مرضی۔ اچھا تم چھکڑے کو اس مقام پر پانی میں ہانکو۔ جو چھکڑا اس میں ڈالا فوراً ہی اُلٹ پڑنے لگا کہ وہی آدمی چار ایک طرف اور تین ایک طرف ہوگئے اور چھکڑے کو ہاتھوں ہاتھ پار کردیا۔ اس کے بعد معلوم نہیں کہ وہ ساتوں آدمی کس طرف غائب ہوگئے۔ آگے ہم اصلی دریا میں بخیریت گذر گئے۔ پار جاکر اپنے خداوند کا شکریہ ادا کیا۔ چھکڑے والے نے کہا اب تم سامنے چلے جاؤ قصبہ ایک میل سے زیادہ نہیں۔ پھر ہم نے اُس چھکڑے کو نہ پایا اور قصبہ میں پہنچکر وہاں کے پادری صاحب سے یہ واقعہ بیان کیا۔ اُنہوں نے بھی اسی وقت خداوند یسوع مسیح کا شکریہ ادا کیا۔

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ ہمارے مشنری انچارج نے ہم کو حکم دیا کہ تاختتم برسات اس پار نہیں بلکہ اس پار محمد آباد کے علاقہ میں جو فرخ آباد سے ۱۳ میل بڑی لائن کا اسٹیشن ہے جاؤ۔ اب سُنیئے کہ وہاں کا پریچر نہ صرف پریچر ہی تھا بلکہ ڈاکٹر بھی یعنی مشن کی طرف سے ایک چھوٹی سی ڈسپنسری بھی رکھتا تھا۔ فرخ آباد سے سو کر نائٹ تھا۔ ہم لوٹا پھیری و جیب میں ڈالکر روانہ ہوئے۔ ۸ بجے صبح محمد آباد پہنچ گئے۔ جب پریچر صاحب کے مکان پر پہنچے تو کیا دیکھا کہ آپ گوشت بھون رہے ہیں۔ ہمیں دیکھکر پاؤ بھر آٹا ہیں پاؤ بھر آٹا اور ڈال لیا اور آدھا گوشت ہم کو نذر کیا۔ ۳ بجے شام کو جب ہم اردگرد کے مواضعات میں دورہ کو چلے تو پریچر صاحب نے ہم سے کہا کہ شام کے کھانیکا آپ خود اپنا انتظام کریں۔ چونکہ یہ اُن کا کہنا محض مسافر پروری کے خلاف تھا ہم نے بھی مانتے پر تشکن ڈالکر رخصت اُدا میں جواب دیا کہ میں انتظام نہیں کرسکتا۔ وہ جس نے مجھے یہاں بھیجا ہے آپ ہی انتظام کریگا۔ یہ کہکر میں چلا گیا۔ شام کو جب واپس آیا تو درحقیقت وہاں کھانے کی کوئی بو باس تک نہ تھی۔ مثل مشہور ہے۔ رواں نہ دھوآں پنڈتا بن بیٹھیں ملائیں جوآں۔ چاندنی رات تھی میں آرام سے موڑھے پر لیٹ گیا۔ بھوک تو لگی تھی مگر قہر درویش برجان درویش۔ بجز شکر اور صبر کے کیا کرسکتا تھا۔ کہ فوراً ایک گاؤں کے جو ایک میل کے فاصلہ پر تھا ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور پریچر سے کہا کہ نمبردار نی کو طاعون لگ گیا ہے جلد چلئے۔ ہم نے اس سے پوچھا کہ تمہارے گاؤں میں کچھ چمار بھی رہتے ہیں۔ اُس نے کہا کہ ہاں رہتے ہیں ہم نے پریچر سے کہا کہ میں بھی چلوں؟ جواب ملا کہ کیا مضائقہ ہے۔ غرض ہم اس گاؤں میں پہنچے۔ پریچر صاحب نے مریضہ کا علاج کیا۔ اور چونکہ ہم باہر بیٹھ گئے آپس میں گفتگو کرنے لگے اثنائے گفتگو میں حسب دستور اُن کو ڈاکٹر کے خطاب سے اور مجھ کو پادری کے لقب سے مخاطب کرتے تھے۔ نمبردار نے جو پادری کا لفظ سنا تو مجھے درخواست کی کہ ڈاکٹر صاحب نے دوا کی آپ دعا کریںگے۔ ہم نے کہا ضرور۔ چنانچہ ہم نے اور دیگر حاضرین نے ایک ساتھ دعا کی۔ بعد دعا کے اب مسیح خداوند کی قدرت

ظاہر ہوتی ہے۔

زمیندار نے نہایت ادب اور بہت عاجزی سے ہم سے کہا کہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کیا آپ ماحضر میں جو کچھ چھوئی موسی ہے منظور نہیں فرمائینگے۔ میں نے کہا کہ ضرور اجابت دعوت سنت است۔ یہ اُس کے مسلمان ہونے کے سبب سے کہا گیا تھا۔

در اصل چھوئی موسی تو نہ تھی۔ مگر گیہوں کی ایک صاف شفاف چپاتیاں اور بھنا ہوا گوشت اور کچھ اچار اپنے خاص برتنوں میں ہمارے روبرو لا کر رکھ دیا۔ چونکہ ڈاکٹر صاحب نے مجھے قبل ازیں صاف کہہ دیا تھا کہ مجھے بخشش ہے۔ میں نے کھانے سے قبل کہہ دیا کہ گوشت تو آپ نہیں کھائینگے کیونکہ آپ کو بخشش ہے۔ گویا یہ حکمت بہ لقمان آموختن کا مسئلہ ہوا۔ انہوں نے کہا کہ بیشک میں نہ کھاؤنگا مجھے اب تک اس بات کا افسوس ہے کہ میں نے مذاق میں اس بھائی کو جس نے کھانے کے لئے مجھے ٹکا سا جواب دیا تھا ناحق کھانے سے محروم رکھا۔ لیکن بعد کھانے کے زمیندار صاحب خوب گرم گرم دودھ بھی گلاس میں لائے۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ میں بھی دودھ پی سکتا ہوں۔

غرضیکہ میں نے اپنے خداوند مسیح کا شکریہ ادا کیا کہ اُس نے اپنے بندے کو عمدہ پکا پکایا کھانا کھلایا اور بھوکا نہ رکھا

یہ قدرے سنکر مشنری انچارج نے ہدایت کی کہ آئندہ اپنا کھانا ساتھ لیجایا کرو۔ اور اُنہوں نے بھی اس تائید غیبی کا شکریہ ادا کیا۔ (باقی آئندہ)

آپ کا نیاز مند۔ کیدار ناتھ متّت۔

لارڈ ونٹرٹن لاہور ہوائی جہاز میں پہنچینگے

لنڈن ۲ دسمبر۔ لارڈ ونٹرٹن اپنی سیاحت ہند کے دوران میں سر سیموئیل ہور کے ساتھ ۲ جنوری کو دہلی سے لاہور پہنچینگے اور پھر وہاں سے راولپنڈی پشاور اور علاقہ وزیرستان کو بذریعہ ہوائی جہاز جائینگے۔

(بندے ماترم)

پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب ایم۔ اے مینیجر نور افشاں ایمپرس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پروپرائٹر چھپا۔